از شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

امامِ اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے یہ مقالہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ جلسہ عام میں پڑھا۔

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرجیم، واتبع سبیل من اناب الیّ ہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس نے میری طرف رجوع کیا تم اس کی پیروی کرو۔

اتباع اور تقلید کا ایک ہی مفہوم ہے۔ الکلام المفید میں اس پر ہم نے باحوالہ بحث کر دی ہے ہم اور ہمارے اکابر یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ جو جو مسائل منصوص نہیں یعنی قرآن کریم، حدیث شریف اور حضرات خلفاء الراشدین اور دیگر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے ان مسائل میں کوئی حکم وارد نہیں ہوا ہم ایسے مسائل میں اتباع اور تقلید کے قائل ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کو باقی حضرات آئمہ کرامؒ کی تقلید پر ترجیح دیتے ہیں لیکن ہم آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ اور کسی بھی دوسرے امام کو معصوم نہیں سمجھتے مجتہد سمجھتے ہیں اور مجتہد کے بارے اصول فقہ کا ضابطہ یہ ہے کہ المجتہد یخطئُ و یصیبُ اور ہم اسی ضابطہ کے قائل ہیں۔ مجھے یہ عنوان ملا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالےٰ کے حالات پر کچھ عرض کروں خلاف عادت اور خلاف معمول اس دفعہ میں مقالہ کی صورت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جو میں نے اپنی کتابوں مقامِ ابو حنیفہؒ الکلام المفید اور شوقِ حدیث وغیرہ سے مرتب کیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ یہ مختصر مقالہ طبع ہو کر آپ کے پاس پہنچ جائے تاکہ اختصار کے ساتھ باحوالہ حالات آپ کے پیشِ نظر رہیں اور حضرات علماء اور طلباء کو حوالے تلاش کرنے کی تکلیف پیش نہ آئے۔

حضرت امام اعظمؒ کے مختصر حالات

آپ کا نام نعمان بن ثابت بن زوطا تھا آپ کے دادا اہل کابل میں سے تھے اُس وقت کابل اور ایران ایک ہی ہوتا تھا آپ کے والد مسلمان ہوئے اور حضرت علیؓ کے پاس بچپن میں حاضر ہوتے

انہوں نے حضرت ثابتؒ اور ان کی اولاد کے لیے برکت کی دعا کی امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ (ابو حنیفہ کا مطلب ہے ملت حنیفہ والا یعنی اس کو زندہ کرنے والا اور اس کی نشر و اشاعت کرنے والا جیسا کہ مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۶۴ وغیرہ میں ہے یہ مطلب نہیں کہ حنیفہ کوئی لڑکی تھی اور آپ اس کے باپ تھے جیسے بعض جاہل یہ کہتے اور سمجھتے ہیں) اور بغداد میں ۱۵۰ھ میں بعمر ستر سال وفات پائی اور الخیزران کے قبرستان میں مدفون ہوئے بغداد میں ان کی قبر معروف و مشہور ہے (الکمال ص ۶۲۴)

امام ابو حنیفہؒ نے حضرت حمادؒ بن ابی سلیمانؒ، عطاءؒ بن ابی رباحؒ ابو اسحاق السبیعیؒ محمدؒ بن المنکدرؒ نافعؒ ہشامؒ بن عروہؒ اور سماکؒ بن حربؒ وغیرہم سے علم حاصل کیا اور ان کے تلامذہ میں امام عبداللہؒ بن المبارکؒ، وکیعؒ بن الجراحؒ، یزیدؒ بن ہارونؒ قاضی ابو یوسفؒ اور محمدؒ بن الحسن الشیبانیؒ وغیرہم معروف و مشہور ہیں (ایضاً)

امام صاحبؒ تابعی تھے

امام محمد بن اسحاق بن ندیمؒ (المتوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ تابعین میں سے تھے متعدد حضرات صحابہ کرامؓ سے ان کی ملاقات ہوئی اور پرہیزگاروں اور زاہدوں میں سے تھے۔ (الفہرست ص ۲۹۸)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرات صحابہ کرامؓ کا دور پایا ہے اور حضرت انسؓ بن مالک وغیرہ کو دیکھا ہے اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ سات صحابہ کرامؓ سے روایت بھی کی ہے (البدایۃ والنہایۃ ج ۱۰، ص ۱۰۷)

امام ابن عبد البر المالکیؒ (المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ بن مالک کو دیکھا اور حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزءؓ کو دیکھا اور ان سے سماعت حدیث کی ہے۔ (جامع بیان العلم ج ۱ ص ۴۵)

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے جب کہ عبد الملک بن مروان خلیفہ تھا اور حضرات صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت اس وقت زندہ تھی اور وہ بفضلہ تعالیٰ تابعین میں سے ہیں کیونکہ یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ (مناقب الامام ابی حنیفہؒ و صاحبیہ ص ۷)

اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن سعدؒ نے صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے

حضرت انسؓ کو دیکھا ہے ..... اس لحاظ سے امام ابوحنیفہؒ تابعین کے طبقہ میں سے ہیں اور دیگر ان کے ہم عصر آئمہ کو یہ وصف حاصل نہیں (بحوالہ مقدمہ تحفۃ الاحوذی)

الغرض امام صاحبؒ کے تابعی ہونے کا انکار یا تو وہ شخص کرے گا جو بالکل جاہل ہو اور یا وہ کرے گا جو متعصب اور معاند ہو اللہ تعالیٰ عناد سے بچائے آمین۔

صحیحین کی حدیث کا اوّلین مصداق

بخاری ج ۲ ص ۷۲۷ میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان الفارسیؓ پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا کہ:

لو کان الایمان عند الثریا لناله رجال او رجل من هؤلاء۔

اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہو تو کچھ مرد یا ایک مرد ان میں سے اس کو پائے گا۔

اور مسلم ج ۲ ص ۳۱۲ کی روایت میں ہے۔

لو کان الدین عند الثریا لذهب به رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی یتناوله

اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو تو ایران یا ابناء ایران میں سے ایک شخص اس کو حاصل کرلے گا۔

اور مسند احمد ج ۲ ص ۴۲۲ اور موارد الظمآن ص ۵۷۴ کی روایت میں ہے لو کان العلم بالثریا لتناوله ناس من ابناء فارس۔

حضرات محدثین کرامؒ کے نزدیک ایمان، اسلام، اور دین ایک ہی چیز ہے (ان الدین والایمان والاسلام واحد کذا فی هامش بخاری ج ۱ ص ۱۱ -

اس صحیح حدیث سے صراحتہً معلوم ہوا کہ اگر ایمان دین اور علم ثریا ستارہ تک بھی بلند ہو جائے تو اہل فارس میں سے ایک شخص یا کئی اشخاص اس کو وہاں سے بھی حاصل کر کے دم لیں گے

امام سیوطی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:

اقول بشر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بالامام ابی حنیفة فی الحدیث الذی اخرجه ابو نعیم فی الحلیة الخ۔

میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں جس کی تخریج امام ابونعیمؒ نے حلیۃ الاولیاء میں کی ہے (اور صحیحین میں بھی موجود ہے) امام ابوحنیفہؒ کی بشارت دی

(تنبیض الصحیفہ ص ۳) ہے۔

اور امام ابن حجر المکی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:

ان الامام اباحنیفۃ ھو المراد من ھذا الحدیث ظاھر لا شك فیہ۔ (الخیرات الحسان ص ۱۳)

اس حدیث سے امام ابوحنیفہؒ کا مراد ہونا بالکل ظاہر ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔

اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہؒ درین حکم داخل است اھ (کلمات طیبات) اور نیز فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ ماوراء النہر، خراسان اور اہل فارس کے آئمہ سب اس میں داخل ہیں (ازالۃ الخفاء ج ۱، ص ۲۷۱)

اور مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

صواب آنست کہ ہم امام ابوحنیفہؒ دراں داخل است وہم جملہ محدثین فرس باشارۃ النص (اتحاف النبلاء ص ۴۲۴)

علامہ محمد معین سندھی باوجود غیر مقلد اور شیعہ ہونے کے لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں امام ابوحنیفہؒ کی بڑی فضیلت اور منقبت ہے (محصلہ دراسات اللبیب ص ۲۸۹) چونکہ امام ابوحنیفہؒ زمانہ کے لحاظ سے اقدم ہیں اس لیے وہ اس حدیث کا اولین مصداق ہیں اور بعد کو آنے والے مثلاً امام بخاریؒ وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں اور اسی طرح دیگر حضرات محدثین کرامؒ و فقہاء عظامؒ جن سے دین پھیلا ہے۔

فقہ میں ان کا مقام

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفۃؒ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۰) یعنی سب لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے خوشہ چین ہیں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالکؒ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے ابوحنیفہؒ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں دیکھا ہے وہ ایسے شخص تھے کہ اگر اس ستون کو (جو اُن کے سامنے تھا) دلائل کے لحاظ سے سونا ثابت کرنا چاہیں تو کامیاب ہوں گے (اکمال ص ۶۲۵)

اور صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ، عالم، عامل، متورع، زاہد اور علوم شرعیہ میں امام تھے اگرچہ میں نے مشکوٰۃ شریف میں کوئی روایت ان کی سند سے ذکر نہیں کی لیکن پھر بھی

ہیں نے ان کا تذکرہ کیا ہے محض ان کے ذکر سے برکت حاصل کرنے کے لیے کیونکہ ان کا مرتبہ بہت بلند اور ان کا علم بڑا وسیع تھا (اکمال صفحہ ۶۲۵)

ہمت واستقامت

بنو امیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد الحمار (المتوفی ۱۳۲ھ) کے عہد حکومت میں عراق کے جابر اور خودسر گورنر یزید بن عمرو بن ھبیرۃ نے سیاسی طور پر اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے امام صاحبؒ کو عہدۂ قضاء پیش کیا مگر امام صاحبؒ نے انکار کر دیا تو اُس نے ایک سو دس کوڑوں کی سزا دی روزانہ دس دس کوڑے مارے جاتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ صفحہ ۳۲۶) امام ابوحنیفہؒ کو کئی دن جیل میں بند کیا اور مطالبہ کیا کہ قاضی القضاۃ بن جائیں مگر آپ نہ مانے (مناقب صدر الائمہ المکی ج ۲ صفحہ ۱۷۳) اور یہ کہا کہ تمام بلاد اسلامیہ میں قاضی آپ کے حکم سے مقرر ہوں گے (ایضاً ج ۲ صفحہ ۱۷۲) اور یہ پیش کش بھی کی کہ بیت المال کا نظام بھی آپ کے سپرد ہو گا اور آپ ہی کی مہر سے بیت المال سے مال نکلے گا (معجم ج ۲ صفحہ ۱۷۷) اور امام صاحبؒ کو اختیار دیا گیا کہ یا تو آپ یہ عہدہ قبول کر لیں اور یا آپ کی کمر اور پیٹ پر کوڑے برسیں گے۔

فاختار عذابھم علی عذاب الآخرۃ (مناقب موفق ج ۲ صفحہ ۱۷۷) آپ نے ان کی سزا کو آخرت کی سزا پر ترجیح دی۔

امام ابوحنیفہؒ کی والدہ ماجدہ نے بھی حالات کی سنگینی کے پیش نظر بامر مجبوری یہ عہدہ قبول کرنے کا مشورہ دیا مگر انہوں نے فرمایا اماں جان جس بات کو میں جانتا ہوں آپ نہیں جانتیں (صفوۃ الصفوۃ لابن الجوزی ج ۲ صفحہ ۶۳) اور صاف لفظوں میں فرمایا، ابن ھبیرہ کی دنیوی سزا مجھ پر آخرت کے ہتھوڑوں اور گرزوں کی مار سے بہت آسان ہے بخدا میں یہ عہدہ ہرگز نہیں قبول کروں گا اگرچہ وہ مجھے قتل ہی کر ڈالے (مناقب موفق ج ۲ صفحہ ۲۲ و مناقب کردری ج ۲ صفحہ ۲۶) اس کے بعد قاضی ابن ابی لیلیؒ ابن شبرمہؒ اور داؤدؒ بن ابی ہندؒ وغیرہ کا ایک وفد امام ابوحنیفہؒ سے ملا اور سب نے حکومت کے عزائم اور ارادوں سے ان کو آگاہ کیا اور حالات کی انتہائی نزاکت سے باخبر کیا اور سب نے یک زبان ہو کر مخلصانہ اور ناصحانہ انداز میں کہا کہ ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالیں ہم سب آپ کے بھائی اور ہم خیال ہیں اور سب اس عہدہ کو پسند نہیں کرتے مگر کیا کریں مجبور ہیں امام موصوفؒ نے فرمایا کہ ابن ھبیرہ اگر مجھے

واسط کی مسجد کے دروازے گننے کا حکم دے تو بھی میں اس پر آمادہ نہیں ہوں (مناقب موفق ج ۲ ص ۲۴ ومناقب کردری ج ۲ ص ۲۷ والخیرات الحسان ص ۵۸) کتنی بڑی جرأت اور ہمت ہے کہ ظالم سے کلی طور پر بائیکاٹ کر کے اس کے ساتھ کسی مرحلہ میں نہ یک مو ناگوارا نہیں کیا ہر قسم کے طغیان و تعدی اور ظلم و جور کے بے پناہ طوفانوں کے مقابلہ میں ڈٹ کر خود داری، بلند ہمتی اور استقلال کا ثبوت دیتے ہوئے گویا یہ فرما رہے ہیں کہ ؎

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں

اور سزا بھی کس طرح دی جاتی تھی اندرونِ جیل نہیں اور نہ ہی کسی مخفی مقام میں بلکہ تصریح موجود ہے کہ ہر روز اُن کو باہر نکالا جاتا اور سزا دی کرائی جاتی جب لوگ جمع ہو جاتے تو ان کے سامنے انکو روزانہ دس کوڑے سزا دی جاتی پھر اُن کو گھمایا جاتا اسی طرح بارہ دن سزا دی جاتی رہی اور ایک سو بیس کوڑے پورے کیے گئے اور بازاروں میں ان کو پھرایا جاتا رہا (مناقب موفق ج ۲ ص ۱۷۵) اور وجہ یہ بیان کی کہ میں کیسے اس عہدہ کو قبول کر لوں جب کہ وہ کسی کی گردن مارنے کا حکم دے گا اور میں اس پر مہر تصدیق ثبت کروں گا؟ بخدا میں ہرگز اس عہدہ کو قبول نہیں کروں گا (مناقب موفق جلد ۲ ص ۲۴) جب اُموی دور ختم ہوا اور عباسی دور شروع ہوا تو پہلے خلیفہ عباسی سفاح (المتوفی ۱۳۶ھ) کے بعد ابو جعفر منصور (المتوفی ۱۵۸ھ) کا دور شروع ہوا (جس کے زمانہ میں اسلامی حکومت کی آخری سرحد کاشغر سنکیانگ چینی علاقہ تھا یعنی تقریباً ساڑھے باون لاکھ مربع میل پر اس کی حکومت تھی اور یہ سب رقبہ زیر اسلام تھا۔ بقول علامہ اقبالؒ ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

تو اس کو بھی اپنی حکومت و سلطنت کے استحکام اور عوام و خواص کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے امام ابو حنیفہؒ کی علمی اور عملی شہرت اور قبولیت کو اپنے لیے آلہ کار بنانے کی ضرورت پیش آئی اس نے بھی امام صاحبؒ کو عہدۂ قضاء پیش کرنا ضروری سمجھا۔

چنانچہ علامہ خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں کہ:

ابو جعفر نے امام ابو حنیفہؒ کو عہدۂ قضاء قبول کرنے کی دعوت دی مگر وہ نہ مانے تو اس نے ان کو قید کر دیا (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۸) اور یہ قضاء بھی معمولی نہ تھی بلکہ قاضی القضاۃ (چیف

(جسٹس) کا عہدہ پیش کیا کہ تمام بلاد اسلامیہ کے قاضی انکے ماتحت ہوں گے مگر وہ صاف انکار کر گئے (الخیرات الحسان ص ۶۱)

کاش کہ ابوجعفر منصور جو خلفاء عباسیہ میں بڑا عالم اور علم دوست یاد کیا جاتا ہے امام مظلوم کو قید کرنے پر ہی اکتفاء کر لیتا تو پھر بھی ایک حد ہوتی لیکن اس کی آتش غضب اس پر کب ٹھنڈی ہو سکتی تھی چنانچہ اس نے امام موصوف کے لیے کوڑوں کی سزا تجویز کی۔

ملا علی القاری لکھتے ہیں کہ:

منصور نے جب امام موصوفؒ پر عہدۂ قضاء پیش کیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور اس نے تیس کوڑے سزا ان کو دی یہاں تک کہ خون ان کے بدن سے نکل کر ان کی ایڑیوں تک بہتا رہا (مناقب صدر الائمہ ج ۲ ص ۲۱۵) ستر سال کے بے گناہ بوڑھے پر یہ ظلم و ستم ہوتا رہا مگر کوئی ظالم ٹس سے مس نہ ہوا اگر امام صاحبؒ دل ہی دل میں یہ کہتے رہے ؎

جو ہوئے درد اُس کو درد کا احساس ہو کیونکر
ستمگر کی بلا جانے ستم سے ہم پہ کیا گزری

حضرت امام احمدؒ بن محمدؒ بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) کو جب حکومت وقت نے معتزلہ کی ایماء پر انہوں سے مسئلہ خلق قرآن کے سلسلہ میں قید کیا اور کوڑوں سے ان کے مظلوم بدن کو لہولہان کیا گیا تو وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ہمت، عزیمت، استقلال و پامردی کو ایک مثالی نمونہ قرار دیتے ہوئے ان کے حق میں دعا کرتے تھے چنانچہ لکھا ہے کہ:

امام احمدؒ جب اپنی سزا کو یاد کرتے تو رو دیتے اور امام ابوحنیفہؒ کی سزا کو یاد کر کے ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے کیونکہ ان کو بھی سزا سے سابقہ پڑا تھا (البغدادی ج ۱۳ ص ۳۲۷ ابن خلکان ج ۲ ص ۱۶۴ مناقب موفق ج ۲ ص ۱۶۹ والخیرات الحسان ص ۵۹)

حضرت امام ابوحنیفہؒ جب ظالم حکومت کے ساتھ تعاون کرنے پر کسی طرح آمادہ نہ ہوئے تو جیلخانہ میں ان کو زہر پلوا دیا گیا اور ان کی وفات ہو گئی (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۰) جیل خانہ میں جو رویہ اور طرز عمل امام صاحبؒ کے ساتھ روا رکھا گیا وہ بجائے خود قابل صد حیرت ہے لکھا ہے کہ:

ان پر کھانے پینے اور قید میں انتہائی تنگی کی گئی (مناقب موفق ج ۲ ص ۱۷۳) اور جب ان کو زہر دیا گیا تو اس حالت میں بھی ان کو پیٹا گیا تاکہ جلدی جلدی زہر کی سرایت بدن میں ہو جائے علامہ کردری لکھتے ہیں:۔

پھر منصور نے یہ حکم دیا کہ ان کو مصلوب کر کے ان کو پیٹا بھی جائے تاکہ زہر بسرعت ان کے اعضاء میں سرایت کر جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا (مناقب کردری ج ۲ ص ۲۵)

عام مورخین تو زہر خورانی کے واقعہ کو امام صاحبؒ کی لاعلمی پہ محمول کرتے ہیں لیکن اچھی خاصی جماعت اس رائے سے اختلاف بھی کرتی ہے لکھا ہے۔

ایک جماعت یوں روایت کرتی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے سامنے جب زہر آلود پیالہ پیش کیا گیا تاکہ وہ اس کو نوش کرلیں تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اس کے اندر جو کچھ ڈالا گیا ہے مجھے اس کا علم ہے اور میں اس کو پی کر خودکشی نہیں کر سکتا چنانچہ ان کو زمین پر لٹا کر زبردستی زہر پلوایا گیا اور اس سے ان کی وفات ہوگئی (الخیرات الحسان ص ۱۶)

اور امام صدر الائمہ لکھتے ہیں کہ جب ان کے سامنے زہر آلود پیالہ پیش کیا گیا اور بار بار ان کو نوش کرنے کے لیے لایا گیا تو امام موصوفؒ نے فرمایا میں نہیں پیتا مجھے علم ہے جو کچھ اس میں ہے میں خودکشی کا ارتکاب نہیں کر سکتا مگر ان کو لٹا کر ان کے منہ میں زہر پیالہ انڈیل دیا گیا (مناقب موفق ج ۲ ص ۱۷۲)

غرضیکہ مظلومانہ طور پر جیل خانہ کے اندر ہی ۱۵۰ھ میں سجدہ کی حالت میں ان کی وفات ہوئی اور جیل خانہ کے عملہ نے بیرونی دنیا کو یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی کہ امام موصوفؒ کی وفات طبعی ہے مگر بصیرت والے یہ دیکھ رہے تھے اور کانوں والے یہ سن رہے تھے کہ امام موصوفؒ کے بدن مبارک کا ایک ایک رونگٹا بزبان حال ان ظالموں کو پکار پکار کر یہ کہہ رہا تھا کہ ؎

خون ناحق بھی چھپانے سے کہیں چھپتا ہے
کیوں وہ بیٹھے ہیں میری نعش پہ دامن ڈالے

پہلی مرتبہ کم و بیش پچاس ہزار کے مجمع نے ان کی نماز جنازہ پڑھی آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ چھ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور دفن کرنے کے بعد بھی بیس ۲۰ دن تک لوگوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی (مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۸۰ و سیرت النعمان ص ۴۲ شبلیؒ)

عبادت زہد اور تقوٰی

کتب تاریخ و رجال میں تواتر سے امام صاحبؒ کی عبادت قرأت قرآن کریم حج و عمرہ وغیرہ کے واقعات منقول ہیں جس کا انکار از تعصب ہے امام صاحبؒ نے اپنی زندگی میں پچپن ۵۵ حج کئے ہیں

(مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۷۸ وذیل الجواہر ج ۲ ص ۴۹۵) اور صرف ایک رمضان مبارک میں ایک سو بیس عمرے کیے ہیں گویا روزانہ چار عمرے (ذیل الجواہر ج ۲ ص ۴۹۵) اور آپ ساری رات جاگتے اور ایک ہی رکعت میں سارا قرآن کریم ختم کر دیتے تھے اور رات کو خوف خدا کی وجہ سے گریہ وزاری کا یہ عالم تھا کہ ان کے پڑوسی ان پر ترس کرتے تھے (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۳۵۴) اور چالیس سال عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز پڑھی ہے (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۰۷ ومفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۷۸) بعض تنگ نظروں نے اس بات کو بعید اور غیر معقول کہا ہے مگر یہ ان کی کم علمی اور تنگ ظرفی ہے مشہور محدث یزیدؒ بن ہارونؒ نے جو الحافظ القدوۃ اور شیخ الاسلام تھے چالیس سال سے زیادہ عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی ہے (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۹۲ وبغدادی ج ۴ ص ۳۳۷)

اور امام سلیمانؒ بن طرحان صبح کی نماز عشاء کے وضوء سے پڑھتے تھے (طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۱۸) اور چالیس سال تک ان کا یہی معمول رہا (دول الاسلام ج ۱ ص ۷۳ علامہ ذہبیؒ) امام ابوحنیفہؒ ہر ماہ ساٹھ مرتبہ اور رمضان میں باسٹھ مرتبہ قرآن کریم ختم کرتے تھے (مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۷۸) اور سات ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم کیا ہے۔ (مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۷۸ وذیل الجواہر ج ۲ ص ۴۹۳)

رات میں قرآن کریم ختم کرنا حیرت اور انکار کی بات نہیں ہے

حضرت عثمانؓ وتر کی ایک رکعت میں قرآن کریم ختم کر دیتے تھے (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۸ قیام اللیل ص ۶۱ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۳ وذیل الجواہر ج ۲ ص ۴۹۳)۔

حضرت تمیم داریؓ رات میں قرآن کریم ختم کر دیتے تھے (طحاوی ج ۱ ص ۲۰۵ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۵۱۱ وذیل الجواہر ج ۲ ص ۴۹۳)۔

اور حضرت عبداللہؓ بن الزبیرؓ رات میں قرآن کریم ختم کر لیتے تھے (طحاوی ج ۱ ص ۲۰۵ وقیام اللیل ص ۶۳)۔

حضرات تابعینؒ میں حضرت سعیدؒ بن جبیرؒ رات میں قرآن کریم ختم کر لیتے تھے (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۸ طحاوی ج ۱ ص ۲۰۵ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۷۲ وذیل الجواہر ج ۲ ص ۴۹۳)۔

امام وکیعؒ بن الجراح رات میں قرآن کریم ختم کر لیتے تھے (تاریخ بغداد ۱۳ ص ۴۷۰)

حضرت امام شافعیؒ رمضان میں ساٹھ مرتبہ قرآن کریم ختم کر لیتے تھے (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۲۹)

امام الجرح والتعدیل یحیی بن سعید القطانؒ دن رات میں قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔

(تاریخ بغداد ج ۴ ص ۱۴۱ و تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۱۵۴ للنووی)۔

حضرت امام بخاریؒ روزانہ قرآن کریم ختم کر لیتے تھے (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۲ ص ۹ والحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ ص ۲۲)۔

امام ابوبکر بن عیاش نے اپنے گھر کے ایک گوشے میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم کیا تھا (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۴۵)

اور امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ:

انہوں نے اپنے گھر میں چوبیس ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم کیا تھا (شرح مسلم ج ۱ ص ۱۰)

دیانت:

امام وکیعؒ بن الجراحؒ فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس موجود تھا ایک عورت ریشمی کپڑا لے کر آئی کہ اس کو فروخت کر دیں فرمایا کتنے میں؟ وہ کہنے لگی سَو میں امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اس کی قیمت سو سے زیادہ ہے اُس نے مزید دو سو روپیہ بتایا فرمایا اس کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے چنانچہ اس کی صحیح قیمت پانچسو پڑی اور وہ اتنے ہی میں بکا (مناقب موفق ج ۱ ص ۱۲۲) مسعرؒ بن عبد الملکؒ کا بیان ہے کہ ایک شخص کپڑا لایا اور امام صاحبؒ پر فروخت کرنا چاہا آپ نے پوچھا اس کی کتنی قیمت ہے؟ وہ بولا ایک ہزار فرمایا اس کی قیمت اس سے بدرجہا زیادہ ہے حتیٰ کہ آٹھ ہزار پر معاملہ طے ہوا (ایضاً ج ۱ ص ۲۱۹)

ایکدن امام صاحب کے ایک شاگرد نے ان کی غیر حاضری میں مدینہ طیبہ کے ایک باشندہ پر چار سو روپے کا گرم کپڑا غلطی سے ایک ہزار روپے پر فروخت کر دیا جب امام صاحب کو اس کی خبر ہوئی تو شاگرد کو سخت تنبیہ کی اور دوکان کے سلسلے سے الگ کر دیا اور اس خریدار کا حلیہ پوچھ کر اس کے پیچھے ہو لیے جب اس سے جا ملے تو کافی اصرار و تکرار کے بعد چھ سو درہم اُسے واپس کر دیئے اور پھر واپس کوفہ لوٹ آئے (مناقب موفق ج ۱ ص ۱۹۸)

ایک دفعہ ان کے غلام نے ان کے مال میں تجارت کی اور تیس ہزار نفع کمایا مگر اس میں امام صاحبؒ کے خیال میں خرابی تھی وہ تیس ہزار روپے انہوں نے سب کے سب فقراء پر تقسیم کر دیئے (ایضاً ج ۱ ص ۲۰۳)

امام عبد اللہؒ بن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ لوٹ مار کی کچھ بکریاں ایک دفعہ کوفہ آ گئیں اور کوفہ

والوں کی بکریوں سے ان کا اختلاط ہوگیا امام صاحبؒ نے دریافت فرمایا کہ بکری زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ زندہ رہتی ہے لوگوں نے کہا سات سال چنانچہ امام صاحبؒ نے سات سال تک بکری کا گوشت ترک کردیا (مناقب موفق ج ۱ ص ۲۰۵)۔

امام ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ صرف ایک ہی بکری ان سے بکریوں میں مل جل گئی تھی اور یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں کہ امام موصوفؒ نے محض ورع کی بناء پر ایسا کیا کیونکہ احتمال تھا کہ وہی حرام بکری اس مدت تک رہ جاتی اور اس کا گوشت کھانے کی وجہ سے دل میں تاریکی پیدا ہو جاتی (الخیرات الحسان ص ۴۷)

امانت

امام سفیانؒ بن وکیعؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ بہت بڑے امانت دار تھے (مناقب موفق ج ۱ ص ۲۲۰) ایک دفعہ کابل کے تاجر نے ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ امام صاحب کے پاس امانت رکھا تھا (ایضاً ج ۱ ص ۲۲۲) جب آپ کی شہادت ہوئی تو لکھا ہے کہ ان کے گھر لوگوں کی پانچ کروڑ کی امانتیں تھیں (ایضاً ج ۱ ص ۲۲۱)۔

حافظ محمد بن ابراہیم الوزیرؒ (المتوفی ۸۴۰ھ) جو غیر مقلد تھے لکھتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہؒ کی فضیلت، عدالت، تقویٰ اور امانت تواتر کے ساتھ ثابت ہے (الروض الباسم ج ۱ ص ۱۵۸)۔

علامہ امیر شکیب ارسلانؒ (المتوفی ۱۳۶۶ھ) فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت حضرت امام ابوحنیفہ کی پیرو اور مقلد ہے یعنی سارے ترک اور بلقان کے مسلمان روس اور افغانستان کے مسلمان چین کے مسلمان، ہندوستان اور عرب کے اکثر مسلمان شام اور عراق کے اکثر مسلمان فقہ میں حنفی مسلک رکھتے ہیں (حاشیہ حسن المساعی ص ۶۹)

علامہ محمد طاہر الحنفیؒ لکھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کی مقبولیت کا کوئی راز اور بھید نہ ہوتا تو امت کا ایک نصف حصہ کبھی ان کی تقلید پہ مجتمع نہ ہوتا (تکملہ مجمع البحار ج ۳ ص ۵۴۷)

نواب صدیق حسن خان صاحبؒ لکھتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کوفی دے چنانکہ در علم دین منصب امانت دارد ہمچناں در زہد و عبادت امام سالکان است (تقصار جیود الاحرار من

بقیہ ص ۸ پر